تحریر:- مولانا محمد رمضان یوسف سلفی
ایڈیٹر ماہنامہ "صدائے ہوش" لاہور

مولانا محمد اسحاق بھٹی کی تصنیفی خدمات

مولانا محمد اسحاق بھٹی بر صغیر پاک و ہند میں جماعت اہل حدیث کی تاریخ کا جزو لاینفک ہیں انہیں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا۔ ان کا شمار مشاہیر اہل قلم میں ہوتا ہے۔ انہوں نے تالیف و تصنیف، صحافت اور شخصی خاکہ نگاری میں نام پیدا کیا اور شہرت دوام حاصل کی ہے۔ بلاشبہ وہ عصر حاضر کے عظیم مورخ بلند پایہ مصنف اور رفیع المرتبت خاکہ نویس ہیں۔ نصف صدی سے اپنی قلم کاریوں سے دین اور اردو زبان و ادب کی خدمت کر رہے ہیں۔ مختلف موضوعات پر ان کی کئی دینی، علمی، تاریخی اور سیر و سوانح پر مشتمل کتب منصۂ شہود پر آکر لوگوں سے داد و تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ شخصیت نگاری ان کا من پسند موضوع ہے۔ اس پر انہوں نے اپنے گوہر بار قلم سے خوب جوہر دکھائے ہیں۔ بھٹی صاحب کی تصنیفی خدمات کا دائرہ دور تک پھیلا نظر آتا ہے۔ بالخصوص جس خوبصورت اور دل کش انداز میں انہوں نے "شخصی خاکے" تحریر کئے ہیں۔ اس کو دیکھتے ہوئے ہم انہیں اس فن کا "امام" کہہ سکتے ہیں۔ بھٹی صاحب کی تحریروں میں حد درجے کی شگفتگی اور سلاست پائی جاتی ہے۔ ان کا اسلوب نگارش دلنشیں ہے وہ لکھتے نہیں بلکہ خاکے تراشتے ہیں۔ ان کے لکھے ہوئے شخصی و سوانحی خاکے پڑھ کر ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے وہ شخصیات کاروانِ زندگی میں متحرک اور سرگرم عمل ہیں اور ہم ان سے ہم کلام ہیں۔ یہ فن بھٹی صاحب کو ہی آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بھٹی صاحب کو علم و فضل کی بہت سی خوبیوں سے مالا مال کیا ہے۔ ان کا علم پختہ اور حافظہ قوی ہے۔ جو بات ایک بار حافظے کی گرفت میں آگئی وہ نکلنے نہیں پائی۔ مختلف لوگوں اور جماعتی تاریخ کے سینکڑوں واقعات ان کی لوح ذہن پر نقش ہیں۔ ان واقعات کو وہ اپنی تحریروں میں مناسب مواقع پر صفحہ قرطاس پر مرتسم کرتے رہتے ہیں۔ ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری کے الفاظ میں-----آپ کے مضامین میں معلومات کی فراوانی، مشاہدات کی دلکشی، تاثرات کا حسن، مطالعے کی رنگینی، فکر کی بلندی و پختگی، عقیدے کی پختگی، الفاظ اور جملے نہایت موثر اور اسلوب بہت دلآویز ہوتا ہے۔ آپ اس دور کے بہترین لکھنے والوں میں سے ہیں۔ زبان کی صحت اور فکر و معنی کے ساتھ ایسے دل نشین اسلوب کی مثالیں کم ہوں گی۔ لطف یہ ہے کہ آپ طویل سے طویل مضمون میں بھی اس اسلوب کو برقرار رکھ سکتے ہیں اور مختلف شخصیات اور موضوعات میں اسلوب کے تقاضوں کو بہ احسن ملحوظ رکھتے ہیں۔ آپ ادب کے نہایت لطیف ذوق کے مالک ہیں اور آپ کے حسن مزاح کا تو جواب ہی نہیں آپ کا وجود گرامی جماعت کے لئے قابل فخر ہے۔"

بھٹی صاحب اخلاق و عادات، محبت و خلوص، انسان دوستی، ملنساری، مہمان نوازی، سادگی اور مروت میں بھی مثالی ہیں۔ بہت ہی پیار بھرے انسان ہیں۔ ان کی خوش طبعی، بذلہ سنجی، لطیفہ گوئی اور باغ و بہار شخصیت سے متاثر ہوئے بغیر کوئی نہیں رہتا۔ ان کی دلآویز شخصیت کا یہی رنگ ان کی تحریروں میں بھی نمایاں دکھائی دیتا ہے۔

بھٹی صاحب میرے مشفق و مہربان ہیں۔ میں ان سے مخلصانہ تعلق اور محبت رکھتا ہوں وہ مجھ پر از حد شفقت فرماتے ہیں۔ میں اس سراپا خلوص انسان سے پہلی بار اس وقت ملا جب آپ اپنے عزیز دوست مولانا محمد اسحاق چیمہ مرحوم کے جنازے میں شرکت کے لئے لاہور سے فیصل آباد تشریف لائے۔ یہ 23 مارچ 1993ء رمضان المبارک 1414ھ کی بات ہے۔ دن کے دو بجے مولانا چیمہ مرحوم کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ اس میں جماعت کے بہت سے

اکابر علماء شریک تھے۔ نماز جنازہ سے پہلے اکابرین جماعت نے مولانا چیمہ مرحوم کو خراج تحسین پیش کیا۔ بھٹی صاحب بھی مائیک پر تشریف لائے اور انہوں نے فرمایا..... مولانا چیمہ مرحوم جماعت کا روشن دماغ تھے نہ رہے وہ جماعت کی ایک تاریخ تھے۔

یہ پہلا موقع تھا کہ میں نے مرشد و مربی کی زیارت کی اور ان کے انداز گفتگو کو دیکھا اور سنا۔ نماز جنازہ کے بعد وہ ڈی گراؤنڈ کے ایک کونے میں افسردہ وغمزدہ کھڑے تھے۔ ہاتھ میں سفید رنگ کا ایک پلاسٹک کا لفافہ تھا' جس میں کچھ کاغذات تھے۔ میں نے عقیدت و محبت سے ان کی خدمت میں سلام عرض کیا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ آگے کر دیا وہ محبت سے ملے سلام کا جواب دیا اور مصافحہ کیا۔ میں نے ان سے چند باتیں کیں۔ جو ان کی کسی کتاب کے متعلق تھیں۔ دوسری بار میں 31 اکتوبر 1995 کو اپنے عزیز دوست صاحبزادہ محمد بلال سبحانی صاحب کی معیت میں ان کی رہائش اسلامیہ کالونی لاہور پہنچا۔ اب ان سے لمبی مجلس ہوئی اور بہت سے واقعات سننے کا موقع ملا۔ اس کے بعد باقاعدہ میل ملاقات کا سلسلہ چل نکلا۔ جب بھی لاہور گیا تو ان کی خدمت میں ضرور حاضر ہوا اور مولانا صاحب جب فیصل آباد آئے تو انہوں نے ملاقات کا شرف بخشا۔ فیصل آباد میں ان کا قیام محترم علی ارشد چوہدری کے ہاں ہوتا ہے۔ جو کہ ایک علم دوست شخصیت ہیں۔ اہل علم اور کتابی ذوق رکھنے والوں سے مخلصانہ تعلقات رکھتے ہیں۔ ان کا ذاتی کتب خانہ بیس ہزار کتب پر مشتمل ہے۔ اس میں دنیا کے مختلف علوم وفنون پر کتب پائی جاتی ہیں۔

ارشد صاحب کے ہاں اکثر شائقین علم آتے ہیں اور اپنے ذوق مطالعہ کی تشنگی کو دور کرتے ہیں۔ بھٹی صاحب جب آتے ہیں تو پھر رات کو دیر تک وہاں علم دوست حضرات بالخصوص بھٹی صاحب کے حلقہ ارادت سے تعلق رکھنے والے احباب کی مجلس قائم ہوتی ہے اور سبھی دوست بھٹی صاحب کی معلومات سے مستفید و محظوظ ہوتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ میں نے مولانا بھٹی صاحب کی گفتگو اور ان کی تصانیف سے ہمیشہ کچھ نہ کچھ اخذ کرنے اور مستفید ہونے کی کوشش کی ہے اور الحمد اللہ میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ وہ ہماری جماعت کا عظیم سرمایہ ہیں۔ انہوں نے تن تنہا تالیف و تصنیف کے ذریعے وہ خدمت سرانجام دی ہے جو بہت سی تنظیمیں اور افراد بھی مل کر انجام نہ دے سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنے علم وفضل کے دروازے پوری طرح کھول رکھے ہیں۔ بھٹی صاحب کا دماغ معلومات کا خزینہ ہے۔ مولانا عزیز زبیدی صاحب کے الفاظ میں یہ دور حاضر کے امام ذہبی ہیں۔ آئندہ سطور میں ہم اس عظیم المرتبت عالم دین کا تعارف اور ان کی تصنیفی خدمات سے متعلق کچھ باتیں ضبط تحریر میں لانا چاہتے ہیں۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب 1925ء میں کوٹ کپورہ ریاست فرید کوٹ میں پیدا ہوئے۔ فرید کوٹ لاہور سے مشرقی جانب 80 میل کے فاصلے پر واقع ہے اور اب یہ مشرقی پنجاب ہندوستان کا ایک ضلع ہے۔

بھٹی صاحب کے والد گرامی کا نام میاں عبدالمجید بھٹی اور دادا کا اسم گرامی میاں محمد تھا۔ میاں محمد نہایت نیک اور متورع انسان تھے۔ دینداری' تقویٰ' پرہیز گاری' صالحیت اور ورع و عفاف کے زیور سے آراستہ تھے۔ ان کے قلب و ذہن پر اسلامی تعلیمات کے نقوش ثبت تھے۔ وہ اپنے دل میں اسلام کی سچی محبت اور جذبہ رکھتے تھے۔ انہوں نے اپنے لاڈلے پوتے کو شروع میں ہی علم و عمل کی راہ پہ ڈال دیا تھا اور اس کی اسلامی تقاضوں کے مطابق تربیت کرنا شروع کر دی تھی۔ اوائل عمر میں ہی بھٹی صاحب کو ان کے دادا محترم نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں ساتھ لے کر جاتے۔ آٹھ سال کی عمر میں دادا نے گھر میں ہی ان کو قرآن مجید پڑھانا شروع کیا۔ تیسویں پارے کی دس بارہ سورتیں حفظ کروائیں اور اردو کی چند کتب بھی پڑھا دیں۔ مولوی رحیم بخش کی ''اسلام کی کتاب'' اول تا چہارم بھی پڑھا دی اور حافظ محمد لکھوی مرحوم کے پنجابی شعروں پر مشتمل منظوم کتب' انواع محمدی' زینت الاسلام اور احوال آخرت کو بھی پڑھا دیا۔ 1934ء میں مولانا بھٹی صاحب جب پانچویں جماعت کے طالب علم تھے تو ایک دن ان کے دادا محترم انہیں لے کر مولانا عطاء اللہ حنیفؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ازراہ کرم انہیں قرآن مجید کا ترجمہ اور تاریخ اسلام کے علاوہ ان کی فہم کے مطابق دینی مسائل کی کتب پڑھا دیا کریں۔ مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم اس وقت کوٹ کپورہ کی جامع مسجد کے خطیب تھے اور انہوں نے یہاں درس و تدریس کا بھی سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔ چنانچہ ہمارے ممدوح بھٹی صاحب مولانا حنیف صاحب سے ترجمہ قرآن اور قاضی سلیمان منصور پوری کی شہرہ آفاق کتاب ''رحمۃ اللعالمین'' پڑھنے لگے۔ اس

کے علاوہ دینیات کی بعض دوسری کتابیں بھی انہوں نے پڑھنا شروع کر دی تھیں۔ بھٹی صاحب ذہین طباع طالب علم تھے۔ حافظہ قوی تھا۔ فہم وادراک کی دولت سے مالا مال تھے۔ جو سبق بھی پڑھتے مستحضر ہو جاتا۔ ان کے استاد گرامی اپنے اس ہونہار اور لائق شاگرد سے انتہائی خوش تھے ان کی طرف سے محبت و شفقت کا برتاؤ ہمیشہ بھٹی صاحب کے ساتھ رہا۔ مولانا عطاء اللہ حنیفؒ کی خدمت میں رہ کر بھٹی صاحب نے مروجہ علوم وفنون کی کتب پڑھیں اور سند فراغ حاصل کی۔ تحصیل علم کے لئے وہ مرکز الاسلام جو مولانا محمد علی لکھوی مرحوم نے لکھو کے سے ڈھائی میل کے فاصلے پر قائم کیا تھا وہاں ایک سال مولانا عطاء اللہ حنیف سے پڑھے اور دو سال جامع مسجد گنبد والی فیروز پور میں زیر تعلیم رہے۔ 1940ء میں مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم کے حکم پر تحصیل علم کے لئے گوجرانوالہ کی طرف شد رحال کیا اور مولانا حافظ محمد گوندلویؒ اور مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ سے دینی علوم کی انتہائی درجے کی کتب پڑھیں اور سند فراغت لی۔ اس کے بعد عرصہ پانچ سال تک مرکز الاسلام لکھو کے میں مدرس کی حیثیت سے رہے۔ آزادی وطن کی تحریک میں بھی بھرپور حصہ لیا اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ آپ 1946ء تا 1947ء تک ریاست فرید کوٹ کی پرجامنڈل کے سیکرٹری رہے۔ ریاستی پرجامنڈل اصل میں پنجاب ریاستوں میں کانگرس کی بدل تھی۔ اس کے صدر گیانی ذیل سنگھ تھے۔ جو بعد کو بھارت کے بھی صدر بنے۔ وہ بھٹی صاحب کے مخلص دوستوں میں سے تھے۔ قیام پاکستان کے موقع پر جب حالات نازک صورت اختیار کر گئے تو بھٹی صاحب اپنے خاندان کے ہمراہ ہجرت کر کے پاکستان آگئے اور انہوں نے چک نمبر 53 گ ب منصور پور جڑانوالہ ضلع فیصل آباد میں سکونت اختیار کی۔ ریاست فرید کوٹ میں ان کے خاندان کے افراد آسودہ حال تھے۔ دینی اور دنیاوی لحاظ سے وہ نہایت خوش حال تھے۔ تقسیم ملک کے وقت انہیں سب کچھ وہیں چھوڑ کر آنا پڑا۔ یہاں آکر وہ کٹھن حالات سے دوچار ہوئے۔ وہ دور ہی کچھ ایسا تھا کہ ہندوستان سے آنے والا ہر شخص مصائب و مشکلات کی زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ ہمارے ممدوح بھٹی صاحب کے خاندان کے عالی قدر افراد صبر و استقامت کے ساتھ اس مرحلے سے گزرے اور انہوں نے حوصلے اور ہمت سے اس وقت کو گزارا۔

24 جولائی 1948ء کو جامعہ تقویۃ الاسلام شیش محل روڈ لاہور میں جماعت اہل حدیث کے سرکردہ افراد کا ایک نمائندہ اجلاس ہوا جس میں کم وبیش 200 علمائے کرام شریک ہوئے اور سب نے متفقہ رائے سے مولانا داؤد غزنوی مرحوم کو صدر اور پروفیسر عبدالقیوم کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا۔ مولانا اسحاق بھٹی صاحب بھی اس اجلاس میں شریک تھے۔

8 دسمبر 1948ء کو مولانا عطاء اللہ حنیف چک نمبر 53 گ ب منصور پور جڑانوالہ پہنچے اور بھٹی صاحب کو لاہور آنے کو کہا۔ بھٹی صاحب لاہور تشریف لائے اور مولانا داؤد غزنویؒ کی خدمت میں ان کے دفتر میں حاضر ہوئے۔ غزنوی مرحوم نے ان سے کچھ باتیں پوچھیں اور پھر انہیں مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے دفتر کا ناظم مقرر کر دیا اور 90 روپے ان کی تنخواہ مقرر کر دی گئی۔

لاہور گہوارہ علم اور کتابوں کا شہر ہے۔ اس بلدہ علم وادب میں بہت سے اصحاب علم دوسرے شہروں سے آکر اقامت پذیر ہوئے اور انہوں نے یہاں رہ کر علمی طور پر کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ جب بھٹی صاحب لاہور تشریف لائے تو اس مرکز علمی میں بہت سی نامور شخصیات فروکش تھیں۔ یہی وہ وقت تھا جب بھٹی صاحب کو ان حضرات عالی سے قدر تعلقات استوار کرنے کے مواقع میسر آئے اور تحریر و تصنیف کی رغبت ہوئی اور اس میدان میں آگے بڑھنے کا موقع ملا۔ 19 اگست 1949ء کو گوجرانوالہ سے ہفت روزہ "الاعتصام" کا اجراء ہوا۔ مولانا محمد حنیف ندویؒ اس کے مدیر بنائے گئے اور مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کو ان کا معاون مدیر بنا کر گوجرانوالہ بھیج دیا گیا۔ مولانا بھٹی صاحب اپنے ایک مضمون میں "معاون ایڈیٹر" کی تشریح اپنے اسلوب خاص سے کچھ اس طرح کرتے ہیں۔ معاون ایڈیٹر کا لفظ تو میں نے اپنے عیب انا کو نمایاں کرنے کے لئے لکھا ہے۔ ورنہ میں خاکروب بھی تھا۔ چپڑاسی بھی تھا۔ کلرک بھی تھا۔ منیجر بھی تھا۔ اگر انا کو اور ظاہر کروں تو عرض کروں کہ بعض دفعہ اداریے اور شذرات بھی لکھا کرتا تھا۔ کتنے ہی شماروں میں ایسا ہوتا کہ مولانا حنیف ندوی "وزیر بے محکمہ" کی طرح پورے پرچے میں "مدیر بے تحریر" ہوتے اور ہر سطر، ہر پیرے اور ہر صفحے پر ہمارا سکہ چلتا تھا۔

بلاشبہ بھٹی صاحب نے تن من دھن سے الاعتصام کے خدمت کی اور ذمے

داری سے اس کے ادارتی فرائض انجام دیئے۔ مولانا محمد داؤد غزنوی' مولانا محمد اسماعیل سلفی مولانا عطاء اللہ حنیف اور مولانا محمد حنیف ندوی کے زیر نگرانی اور سایہ شفقت میں انہوں نے جو تحقیقی و تصنیفی کام شروع کیا تھا اور میدان صحافت میں جس علمی وادبی کام کی ابتداء کی تھی' اس میں وہ ترقی کی منزلیں طے کرتے بڑھتے ہی چلے گئے اور انہوں نے آگے چل کر تحریر و نگارش اور تالیف و تصنیف میں بڑا نام پیدا کیا۔ 30 مئی 1965ء کو الاعتصام کی ادارت سے علیحدہ ہوگئے اور پھر سید ابوبکر غزنوی مرحوم کے ساتھ مل کر ہفت روزہ ''التوحید'' جاری کیا۔ کچھ عرصہ اس کے مدیر رہے اور 18 دسمبر 1965ء کو اس سے بھی الگ ہوگئے۔ قبل ازیں جنوری 1958ء کو انہوں نے سہ روزہ منہاج جاری کیا تھا۔ یہ اخبار 16 مہینے مطلع صحافت پر نمودار رہا۔ اس کے مضامین بڑی علمی معیاری اور تحقیقی ہوتے تھے اور حالات حاضرہ پر بھی موقع کی مناسبت سے لکھا جاتا تھا۔ اپنے دور کا یہ بہت عمدہ اور معیاری اخبار تھا۔ بھٹی صاحب نے اسے اچھے طریقے سے چلایا بالآخر بعض ناگزیر حالات کی بناء پر اسے بند کرنا پڑا۔ بھٹی صاحب مرکزی جمعیت اہل حدیث کے قیام 1948ء سے مئی 1965 تک تقریباً سولہ سترہ سال باقاعدہ جمعیت اہل حدیث سے وابستہ رہے۔ اس طویل عرصے میں انہیں اکابرین جماعت کے ساتھ مل کر کام کرنے کا خوب موقع ملا۔ مولانا داؤد غزنویؒ ان پر بے پناہ اعتماد رکھتے تھے اور مولانا اسماعیل سلفی مرحوم کو بھی اپنے اس شاگرد رشید پر ناز تھا۔ مولانا حنیف ندوی بھی ان کی علمی استعداد اور صلاحیتوں سے آگاہ تھے۔ مولانا عطاء اللہ حنیف مرحوم بھی ان پر فخر کرتے تھے۔ بھٹی صاحب نے ان بزرگوں سے بہت سا علمی فیض حاصل کیا۔ ہماری جماعتی تاریخ کا بہت سا حصہ ایسا ہے کہ جس کے واحد گواہ اس دور میں فقط بھٹی صاحب ہیں۔ جماعت کی تاریخ اور بزرگوں کے بہت سے نادر واقعات ان کی لوح ذہن پر نقش ہیں اور ان واقعات کو انہوں نے اپنی مختلف تحریروں میں صفحہ قرطاس پر مرتسم کیا ہے۔ یہ بہت بڑی خدمت ہے۔ جو انہوں نے اکابرین جماعت کے حالات و واقعات کی صورت میں تحریر کر کے انجام دی ہے۔

ہمارے یہ بزرگ دوست 21 اکتوبر 1965ء کو ثقافت اسلامیہ (کلب روڈ لاہور) سے منسلک ہوئے اور 32 سال اس ادارے میں تصنیفی کام کیا۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ خلیفہ عبدالحکیم مرحوم نے قائم کیا تھا اور اس میں انہوں نے بہت سی علمی اور نابغہ عصر شخصیات کو جمع کر لیا تھا۔ مولانا محمد حنیف ندوی' مولانا محمد جعفر شاہ پھلواروی' سید رئیس احمد جعفری' ڈاکٹر شیخ محمد اکرام اس ادارے کے تابندہ ستارے تھے۔ بھٹی صاحب کو ان حضرات عالی قدر کی مصاحبت میں رہ کر علمی کام کرنے کا بھرپور موقع ملا۔ ادارے کا ماہانہ رسالہ ''ثقافت'' جو کہ اب المعارف کے نام سے شائع ہوتا ہے کی ادارت بھی بھٹی صاحب کو تفویض کر دی گئی تھی اور آپ 32 سال اس کے مدیر رہے۔ شعبہ صحافت میں آپ کی خدمات گو ناگوں کے اپنے پرائے سب معترف ہیں اور انہوں نے کھلے دل سے اس کا اعتراف کیا ہے۔ ان کے لکھے ہوئے ادارئے اور مضامین دلچسپی سے پڑھے جاتے اور ان کے اٹھائے ہوئے نکات پر اہل علم توجہ مبذول فرماتے اور داد دیتے۔ ادارے کی طرف سے شائع ہونے والی انکی کتب اہل علم اور تحقیقی ذوق رکھنے والے حضرات کے ہاں سند کا درجہ رکھتی ہیں۔ اپنے موضوع پر وہ انوکھے انداز کی کتب ہیں۔ ان میں علم وادب کی چاشنی بھی ہے اور علمی و تحقیقی جواہر پارے بھی۔ محترم ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری نے اپنے اسلوب خاص میں اپنے ایک مضمون میں اس انداز سے لکھا ہے کہ مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب اردو کے صاحب طرز ادیب او رانشاء پرداز ہیں۔ وہ بہت سی کتابوں کے مصنف و مولف اور بلند پایہ محقق ہیں۔ وہ مستند عالم دین بھی ہیں۔ ان کی زندگی کا طویل حصہ صحافت میں بسر ہوا ہے۔ انہوں نے ہر طرح کے مسائل پر لکھا ہے۔ ان کے موضوعات و مباحث کا دائرہ ادب و سیاست' تاریخ و تعلیم' سیرت و سوانح' مذہب و صحافت اور اس کے مختلف گوشوں تک پھیلا ہوا ہے۔ ان کی تحریروں میں معلومات اور علمی نکات کی فراوانی ہوتی ہے۔ ان کے قلم اور زبان' دونوں سے لطائف کے پھول جھڑتے ہیں۔ وہ تحریر میں افکار کے موتی پروتے ہیں۔ انکی تحریرات متن کے حسن اور اسلوب نگارش کی رنگینی سے آراستہ ہوتی ہیں۔ افکار و معانی کا طلسم قاری کے احساسات پر چھا جاتا ہے۔ ان کے گلشن زار الفاظ و مضامین کا زائر و سائر ایک بار دیکھا۔ دوبارہ دیکھنے کی ہوس کا نعرہ لگاتا ہے اور اس کے سحر حلال سے باہر نہیں نکل سکتا۔ وہ مختصر اور مفصل دونوں طرح کی تحریریں لکھنے پر قادر ہیں۔ ان کے اختصار میں اعجاز اور تفصیل میں دل کشی کی

خوبی موجود ہوتی ہے۔ وہ بات سے بات پیدا کرتے اور مضامین و مباحث کو پھیلاتے چلے جاتے ہیں۔ لیکن تحریر و نگارش کی رنگینی' بیان کی طوالت اور واقعات کی تفصیل کا احساس نہیں ہونے دیتی۔ ان کی تحریر و نگارش کی سحر انگیزیاں اور افکار و معانی کی قیامت خیزیاں ان کی تمام تحریروں اور تصنیفوں میں ہیں۔

اب آیئے بھٹی صاحب کی تصانیف کی طرف رخ کرتے ہیں اور ان کے گوہر بار قلم کی جولانیوں کو دیکھتے ہیں۔

الفہرست ابن ندیم

محمد بن اسحاق بن ندیم چوتھی صدی ہجری کے نامور محقق اور مورخ تھے۔ انہوں نے اپنی کتاب الفہرست میں چوتھی صدی ہجری تک کے تمام علوم و فنون سے متعلق معلومات جمع کر دی ہے۔ یہ ضخیم کتاب معلومات کا بحر ذخار ہے اور تاریخ و رجال کے فن اور دیگر علوم و فنون میں مستند بنیادی حوالے کی کتاب سمجھی جاتی ہے۔ بھٹی صاحب نے اس نادر و نایاب کتاب کو عربی سے اردو کے قالب میں ڈھالا ہے۔ ترجمہ رواں دواں اور شگفتہ و سلیس ہے۔ جسے پڑھ کر اصل کا گمان ہوتا ہے۔

914 صفحات پر پھیلا ہوا یہ ترجمہ بھٹی صاحب کے تیز رو قلم کا عظیم کارنامہ ہے اور شائقین کتب کے لئے انمول تحفہ۔ یہ ترجمہ 1969ء میں طبع ہوا۔ اس کے بے شمار مقامات پر مفید حواشی لکھے اور اشاریہ بنایا۔ یہاں یہ بتانا بھی ضروری ہے کہ الفہرست کسی بھی زبان میں یہ پہلا ترجمہ ہے جو عربی سے اردو میں کیا گیا اور اس کا اعزاز بھٹی صاحب کو حاصل ہوا۔

بر صغیر پاک و ہند میں علم فقہ

اپنے موضوع کی یہ انوکھی اور پہلی کتاب ہے۔ جو اردو زبان میں تحریر ہوئی۔ اس میں سلطان غیاث الدین بلبن (686ھ) کے عہد سے لے کر سلطان اورنگ زیب عالم گیر (1118ھ) کے دور تک کی تمام فقہی کاوشوں کو ضبط کتابت میں لایا گیا ہے اور تفصیل کے ساتھ اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ بر صغیر علم فقہ سے کیسے آشنا ہوا۔ نیز اس کتاب میں اس خطہ ارض مین تالیف کی جانے والی فقہی کتب' فتاویٰ غیاثیہ' فتاویٰ قراخانی' فوائد فیروز شاہی' فتاویٰ تاتارخانیہ' فتاویٰ حمادیہ' فتاویٰ ابراہیم شاہی (حصہ فارسی) فتاویٰ امینیہ' فتاویٰ بابری اور فتاویٰ عالمگیری کا تعارف اور ان کے مولفین کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ بھٹی صاحب نے کتاب کے مقدمے میں فقہ کی تعریف اس کی ضرورت و اہمیت اور قرآن و حدیث سے اس کے بنیادی تعلق کو بھی بیان کیا ہے۔ کتاب کا مقدمہ بڑا وقیع ہے اور معلومات کا خزینہ جس میں علم فقہ سے متعلق بہت سی باتیں آگئی ہیں۔ یہ کتاب 384 صفحات پر مشتمل ہے۔ پہلی بار جون 1973 میں ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور کی طرف سے طبع ہوئی۔

فقہائے پاک و ہند

یہ وہ مشہور کتاب ہے جو دس جلدوں پر مشتمل ہے۔ اس میں پہلی صدی سے لے کر تیرہویں صدی تک کے بر صغیر کے ہر مسلک فقہ کے لائق احترام' حنفی' شافعی' مالکی حنبلی' اہل حدیث اور شیعہ علماء کرام اور فقہائے عظام کے حالات وواقعات نہایت ادب و احترام سے حیطہ تسوید میں لائے گئے ہیں اور ہر بزرگ کے تذکرے میں بتایا گیا ہے کہ وہ کس مسلک فقہ اور عقائد کا حامل تھا اور علمی و عملی طور پر اس نے کیا کارنامے سر انجام دیئے۔ یہ اپنے عنوان پر ایک دلچسپ کتاب ہے جو سینکڑوں فقہاء کی زندگی کے حالات واقعات کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ پہلی صدی سے لے کر تیرہویں صدی تک کے بہت سے فقہاء کے حالات بھٹی صاحب نے بڑی جان فشانی سے صفحہ قرطاس پر مرتسم کئے ہیں۔ ہر جلد کے شروع میں مصنف نے ایک جامع مقدمہ لکھا ہے جو کہ اس دور کی علمی' ادبی' سیاسی اور مذہبی صورت حال کی عکاسی کرتا ہے۔ اس عظیم کتاب کے مقدمات پڑھنے سے تعلق رکھتے ہیں اور یہ کتاب اس موضوع پر منفرد مقام اور حیثیت رکھتی ہے۔

بر صغیر میں اسلام کے اولین نقوش

اس کتاب میں ان 25 صحابہ کرام' 42 تابعین اور 18 تبع تابعین رضوان اللہ علیہم کے حالات شرح و تفصیل سے بیان ہوئے ہیں۔ جو اشاعت اسلام یا کسی دوسرے سلسلے میں بر صغیر میں وارد ہوئے۔ کتاب کے شروع میں بھٹی صاحب کا پر از معلومات مقدمہ ہے۔ جس میں عرب و ہند کے باہمی تعلقات اور بعض ہندوستانی قوموں کا عرب جاکر آباد ہونا اس کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس موضوع پر کام کرنے والوں کے لئے یہ ایک کار آمد کتاب ہے۔ اس کے 224 صفحات ہیں۔ 1989 میں لاہور سے طبع ہوئی۔

ارمغان حنیف

مولانا محمد حنیف ندوی مرحوم بہت بڑی علمی شخصیت تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سی علمی خوبیوں اور اوصاف گوناگوں سے نوازا تھا۔ وہ عظیم المرتبہ مصنف و محقق' فلسفہ اسلامی کے اونچے درجے کے اسکالر اور قرآن حکیم کے بلند پایہ مفسر تھے۔ قدیم و جدید اسلامی علوم سے آگاہ تھے اور ان علوم پر نظر گہری تھی۔ پیش نظر کتاب میں ان کی علمی خدمات اور حالات زندگی کو خوبصورت پیرائے میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ کتاب 371 صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ 1989 میں ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور کی طرف سے طبع ہوئی۔

قصوری خاندان

مولانا عبدالقادر قصوری اس خطہ ارض کی ممتاز شخصیت اور عظیم سیاسی راہنما تھے۔ انہوں نے آزادی کی تحریک میں بھرپور حصہ لیا۔ اور دامے درمے' قدمے سخنے اس تحریک میں شامل رہے۔ ان کے صاحبزادوں مولانا محی الدین احمد قصوری' مولانا محمد علی قصوری' مولوی احمد علی اور میاں محمود علی قصوری نے بھی اپنی بساط کے مطابق آزادی کے لئے کام کیا۔ علاوہ ازیں مولانا عبدالقادر قصوری کے چھوٹے بھائی مولوی عبدالحق وکیل اور مولانا عبداللہ قصوری نے بھی دل و جان سے آزادی کی خاطر کوششیں کیں۔ مذکورہ کتاب میں قصوری خاندان کے ان لائق صد احترام بزرگوں کے حالات تفصیل کے ساتھ رقم کئے گئے ہیں اور ان کی علمی' سیاسی' سماجی اور ملکی خدمات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ کتاب بہت سی نادر معلومات کا خزینہ ہے اور ہماری تاریخ کا ایک اہم باب 208 صفحات کی اس کتاب کو 1994 میں مکتبہ تعلیمات اسلامیہ ماموں کانجن ضلع فیصل آباد کو شائع کرنے کا شرف حاصل ہوا۔

میاں فضل حق اور ان کی خدمات

یہ کتاب جماعت اہل حدیث کے عظیم سپوت اور محسن میاں فضل حق مرحوم کی خدمات جلیلہ کے ضمن میں تحریر کی گئی ہے اور اس میں میاں صاحب اور ان کے خاندانی حالات کو تفصیل سے تحریر میں لایا گیا ہے اور ساتھ ہی برصغیر ہندو پاک میں بیسویں صدی میں اہل حدیث کی تاریخ کو بھی وضاحت سے بیان کیا گیا ہے۔ برصغیر میں جماعت اہل حدیث کی تاریخ پر یہ کتاب ایک اہم دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس کے مولف نے یہ اہم کام کر کے جماعت پر احسان عظیم کیا ہے۔ یہ کتاب میاں فضل حق ٹرسٹ ملتان روڈ لاہور کی طرف سے اگست 1997 میں شائع کی گئی۔

نقوش عظمت رفتہ

چند سال پہلے بھٹی صاحب نے قومی ڈائجسٹ میں نامور شخصیات کے سوانحی خاکے لکھنے کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ سب سے پہلا شخصی خاکہ علی ارشد چوہدری کی ترغیب پر گیانی ذیل سنگھ پر لکھا جس کا عنوان تھا "کچے گھر سے قصر صدارت تک" اس مضمون کی کتابت علی ارشد صاحب نے فیصل آباد سے کروا کر دی تھی۔ اس کے بعد سلسلہ چل نکلا۔ پڑھے لکھے طبقے اور عوام میں بے حد پذیرائی ملی اور لوگوں نے بڑا پسند کیا۔ پھر ان سوانحی خاکوں کو کتابی صورت میں شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا۔

پیش نظر مجموعے میں 21 مقتدر شخصیات کے حالات زندگی ان کی تمام عادات واطوار' علمی ادبی' سیاسی اور مذہبی خدمات کے ساتھ انتہائی ادب و احترام سے صفحہ قرطاس پر مرتسم کئے گئے ہیں۔ اس مجموعے میں بلا امتیاز مسلک تمام فقہی مسالک اہلحدیث' حنفی' بریلوی اور دیوبندی احباب کے اکابر علماء کو جگہ دی گئی ہے۔ بھٹی صاحب کی وسیع الظرفی ملاحظہ کیجئے کہ انہوں نے اپنے جگری یار گیانی ذیل سنگھ سابق صدر ہندوستان پر بھی طویل مضمون لکھ کر اس کتاب میں شامل اشاعت کیا ہے۔ اس کتاب کا سب سے طویل خاکہ مولانا محمد داؤد غزنویؒ پر ہے جو 119 صفحات پر محیط ہے۔ بھٹی صاحب نے مولانا غزنوی مرحوم کے ساتھ اپنی 15 سالہ رفاقت کے واقعات کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ مولانا محمد اسماعیل سلفی' مولانا حافظ محمد گوندلوی' مولانا عطاء اللہ حنیف' مولانا عبید اللہ سندھی' مولانا احمد علی لاہوری' حمید نظامی' سید عطاء اللہ شاہ بخاری' مولانا کوثر نیازی اور قاضی حبیب الرحمان منصور پوری اور دیگر حضرات کے سوانحی خاکے نہایت محبت سے لکھے گئے ہیں۔ 640 صفحات پر مشتمل یہ کتاب بہت سی تاریخ معلومات اور واقعات کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہے۔ ایسی پراز معلومات کتابیں عہد رفتہ کی تاریخ کو مترشح کرتی ہیں۔ یہ کتاب 1997 میں مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور کی طرف سے زیور طباعت سے آراستہ ہو کر منصہ شہود پر آئی۔

بزم ارجمنداں

سوانحی خاکوں کا یہ دوسرا مجموعہ

ہے۔ جو بھٹی صاحب کے گوہر بار قلم سے معرض وجود میں آیا۔ اس میں مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا ثناء اللہ امرتسری، حافظ عبداللہ روپڑی، ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، رئیس احمد جعفری، مولانا معین الدین لکھوی، مولانا محمد علی لکھوی، ڈاکٹر اسرار احمد، مولانا محمد صدیق لائل پوری، مفتی جعفر حسین، مولانا عبداللہ گورداس پوری اور ڈاکٹر ابو سلمان شاہ جہان پوری جیسی نابغہ عصر شخصیات شامل ہیں۔ بھٹی صاحب نے مولانا آزاد مرحوم پر سوا سو صفحے کا مضمون لکھ کر مولانا سے اپنی بے پناہ محبت و عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ دیگر بزرگوں کے تذکرے بھی عزت و تکریم سے لکھے گئے ہیں اور افراط و تفریط سے گریز کیا گیا ہے۔ یہ کتاب بہت سی معلوماتی، ادبی اور علمی خوبیوں سے مزین ہے اور گزشتہ دور میں ہمارے بزرگوں کی طرف سے آزادی کے لئے کی گئی کوششوں کا پتہ دیتی ہے اور ان کے علمی کارناموں سے آگاہ کرتی ہے۔ کتاب واقعی پڑھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ مارچ 1999 میں مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور کی طرف سے طبع ہوئی۔ اس کے صفحات کی تعداد 629 ہے۔

کاروان سلف

اس کتاب میں بیسویں صدی عیسوی کے بیس فحول علمائے اہل حدیث کے حالات زندگی حیطہ تحریر میں لائے گئے ہیں۔ ان تاریخ ساز اور نامور علمائے کرام میں مولانا عبدالوہاب دہلوی، مولانا سید محمد شریف گھڑیالوی، مولانا عطاء اللہ شہید، مولانا نیک محمد، حکیم نورالدین لائل پوری، مولانا عبدالستار دہلوی، مولانا عبداللہ اوڈ، سید محب اللہ شاہ راشدی، مولانا عبداللہ لائل پوری، سید بدیع الدین راشدی، مولانا محمد رفیق خاں پسروری اور مولانا حافظ عبداللہ بہاولپوری کے اسمائے گرامی زیادہ قابل ذکر ہیں۔ کاروان سلف کا ہر معزز رکن اپنی ذات میں ایک انجمن تھا۔ بلاشبہ یہ نیک طینت لوگ قول کے سچے، عمل میں پختہ اور کردار کے مثالی تھے۔ انہوں نے ہندوستان کے صنم کدہ ظلمت میں توحید و سنت کی ضیاء پاشیاں کر کے دعوت و تبلیغ کے ذریعے لوگوں میں اسلامی تعلیمات کو خوب پھیلایا اور سنت کی اہمیت اجاگر کر کے عمل بالحدیث کو فروغ دیا۔ بھٹی صاحب نے داعیان حق کے ان تابندہ ستاروں کی کہکشاں سجا کر جماعت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ کاروان سلف ہماری گزشتہ سو سالہ دعوتی، تبلیغی، تصنیفی، تدریسی اور جہادی سرگرمیوں کا آئینہ پیش کرتی ہے۔ اس خوبصورت کتاب کو ہمارے فاضل دوست مولانا محمد سرور عاصم صاحب نے اپنے اشاعتی ادارے "مکتبہ اسلامیہ بھوانہ بازار فیصل آباد کی طرف سے ظاہری و معنوی خوبیوں سے مزین و آراستہ کر کے شائع کیا ہے۔ صفحات کی تعداد 527 اور سن طباعت 2000 ہے۔

ابوبکر صدیقؓ

خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ کے حالات زندگی پر 620 صفحات کی یہ کتاب معروف مصنف محمد حسین ہیکل کی عربی تصنیف کا شگفتہ اور سلیس اردو ترجمہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ترجمہ پڑھ کر اصل کا گمان ہوتا ہے۔ بھٹی صاحب نے عربی، اردو زبان کی نزاکتوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ترجمہ کیا ہے اور چار چاند لگا دیئے ہیں۔ مئی 1998 میں اس کتاب کو شائع کرنے کا شرف فیصل ناشران و تاجران کتب اردو بازار لاہور کو حاصل ہوا۔

قاضی محمد سلیمان منصور پوری

قاضی صاحب مرحوم اپنے علم و عمل، گفتار و کردار، عدل و انصاف، امانت و دیانت، تقویٰ و پرہیزگاری اور قرآن و سنت سے حد درجہ شیفتگی کے اعتبار سے اونچے مقام و مرتبے کے حامل تھے۔ ان کے فضل و کمال اور اوصاف حمیدہ کا ایک زمانہ معترف ہے۔ "رحمۃ اللعالمین" سیرت مصطفے ﷺ کے موضوع پر ان کی وہ قابل قدر، لائق تحسین اور شہرہ آفاق کتاب ہے، جس نے نہ صرف یہ کہ کر شہرت دوام حاصل کی بلکہ قاضی صاحب مرحوم کو بھی ہمیشہ کے لئے "امر" کر دیا۔ بھٹی صاحب نے اس کتاب میں مختلف اسالیب سے قاضی مرحوم کی خدمات بوقلمونی اور انکے اوصاف و کمالات کی تصویر کشی کی ہے اور ان کی مسلکی، ملی، علمی، تصنیفی اور تفسیری خدمات پر شرح و بسط سے روشنی ڈالی ہے۔ اڑھائی سو صفحات پر مشتمل یہ کتاب مکتبہ قدوسیہ لاہور کی طرف سے طبع کے مراحل سے گزر رہی ہے۔

اسلام کی بیٹیاں

یہ کتاب بھٹی صاحب کے ان مضامین کا مجموعہ ہے۔ جو انہوں نے اسلام کی برگزیدہ خواتین کے حالات و واقعات کے ضمن میں تحریر کئے تھے اور یہ مضامین برسوں پہلے "روزنامہ امروز" کے ہفتہ وار اسلامی ایڈیشن میں شائع ہوئے تھے۔ اب ان مضامین کو از سر نو نظر ثانی کر کے کتابی صورت میں یکجا کر دیا گیا ہے۔ 700 صفحات کی اس کتاب کو شائع کرنے کا شرف بھی مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور کو ہے۔